خریدی گئی چیز کی قیمت ادا کرنے کے لیے رکھی رقم پر زکوۃ کا حکم

ریفرنس نمبر:IEC-509 تاریخ:06-03-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہم نے اپنا گھر فروخت کر دیا ہے اور اس کی مکمل قیمت بھی وصول کر لی ہے اور ہم نے نیا گھر بھی لے لیا ہے لیکن ابھی صرف بیعانہ کی رقم دی ہے اور پوری رقم 15 اپریل جو کہ گھر کا قبضہ ملنے کا دن ہے اس وقت دیں گے اور ابھی تک رجسٹری بھی نہیں کروائی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو رقم ہمارے پاس ابھی موجود ہے جسے ہم نے گھر کی مد میں 15 اپریل کو ادا کرنا ہے کیا اس پر زکوۃ ہو گی؟ جبکہ بقول والد صاحب کے ان کا زکوۃ کا سال 27 رمضان کو مکمل ہوتا ہے۔ براہ کرم اس کا جواب ارشاد فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں گھر بیچنے کے عوض آپ کو جو رقم کیش کی صورت میں ملی تھی، سال مکمل ہونے سے پہلے ہی اس کیش کے عوض آپ نیا گھر خرید چکے ہیں اگرچہ ابھی اس گھر پر قبضہ نہیں ملا لیکن خرید و فروخت ہو چکی ہے جس کی وجہ سے رقم کی ادائیگی بھی آپ پر لازم ہو چکی ہے جو کہ ایک طرح کا دین ہے اور زکوۃ کے متعلق اصول یہ ہے کہ کسی شخص پر زکوۃ کا سال مکمل ہونے کے دن، دین بھی موجود ہو تو اس دین کی رقم پر زکوۃ لازم نہیں ہو گی بلکہ اس رقم کو منہا کرنے کے بعد اگر اتنا مال نامی بچے جو نصاب کو پہنچتا ہو تو اس بقیہ مال پر زکوۃ لازم ہو گی لیکن اگر دین کو منہا کرنے کے بعد اتنا مال ہی نہ بچے جو نصاب کو پہنچتا ہو تو پھر اصلا زکوۃ لازم نہیں ہو گی۔

لہذا صورت مسئولہ میں جتنی رقم گھر کی مد میں ادا کرنی ہے اگر سال پورا ہونے پر وہ موجود ہو تو اس رقم پر زکوۃ لازم نہیں ہو گی، اس کے علاوہ اگر مال نامی موجود ہو جو نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر زکوۃ لازم ہو گی۔

شیخ شمس الدین تمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد" یعنی: اس مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہے جو ایسے دین سے فارغ ہو جس کا لوگوں کی طرف سے مطالبہ ہو۔

(تنویر الابصار مع الدر المختار، جلد 3، صفحہ 210، دار المعرفہ بیروت)

اس کے تحت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” (فارغ عن دین)۔۔۔اطلقه فشمل الدين العارض۔۔۔وهذا اذا کان الدين فی ذمته قبل وجوب الزکاة“یعنی: یہاں دین کو مطلق رکھا گیا ہے تو جو دین درمیان سال میں عارض ہوا وہ شامل ہے اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ یہ دین زکوۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو۔

(ردالمحتار، جلد3، صفحہ210، دارالمعرفہ بیروت)

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: ” (فلا زکوة على ۔۔۔مدیون للعبد بقدر دينه)فيزكى الزائد ان بلغ نصابا“یعنی: جس پر بندوں کا قرض ہو تو اس قرض پر زکوۃ نہیں ہاں اگر قرض سے زائد نصاب کو پہنچ جائے تو اس کی زکوۃ ادا کرے گا۔

(تنویر الابصار مع الدر المختار، جلد3، صفحہ215، دار المعرفہ بیروت)

سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ایسا دین جس قدر ہو گا اتنا مال مشغول بحاجت اصلیہ قرار دے کر کالعدم ٹھہرے گا اور باقی پر زکوۃ واجب ہو گی اگر بقدر نصاب ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ126، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوۃ واجب نہیں خواہ وہ دین بندہ کا ہو جیسے قرض، زرِ ثمن، کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دین ہو جیسے زکوۃ۔

(بہار شریعت، جلد1، صفحہ878، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

05رمضان1446ھ/06مارچ2025ء

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی(Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی(Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج islamicEconomicsCentre سے کی جاسکتی ہے۔
دار الافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net | مرکز الاقتصاد الاسلامی(Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ www.iecdawateislami.com

ایڈریس: فیضان پلاٹ نزد حنفیہ مجاہدین مسجد متصل عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ
Email:appointment@iecdawateislami.com